Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

A Comparative Study of Makki and Madani Surahs: Stylistic Thematic and Legislative Analysis in Light of Gradual Revelation and Juristic Implications

مکی ومدنی سورتوں کا اسلوبی، موضوعاتی اور تشریعی تقابلی مطالعہ: تدریج نزول اور فقہی مضمرات کا تجزیہ

Hafiz Bilal Ahmad
PhD Scholar, Department of Fiqh & Shariah, The Islamia University of Bahawalpur
Email: hbilalese@gmail.com

Naimat Ullah Khan
PhD Scholar, Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Email: naimatmphil@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0008-9631-7681

Muhammad Naimat Ullah
Doctoral Candidate Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, Lower Mall Campus, University of Education, Lahore
Librarian, Govt. Mines Labour Welfare College for Boys, Makerwal Mianwali
Email: muhammadnaimatullah53@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0004-9412-1686

Abstract

This article presents a comprehensive comparative study of Makki and Madani surahs of the Qur'an from stylistic, thematic, and legislative perspectives in order to demonstrate the coherence and gradualism of Qur'anic revelation. Moving beyond a purely chronological or geographical classification, the study argues that the Makki–Madani distinction reflects a deliberate pedagogical and transformative strategy embedded within the Qur'anic discourse. The Makki period is shown to emphasize theological foundations—particularly tawḥīd (divine unity), eschatological accountability, and moral reform—articulated through a concise, rhythmic, and rhetorically intense style suited to a context of opposition and disbelief. In contrast, the Madani period reflects the consolidation of a faith-based community, characterized by extended discourse, legal elaboration, communal address, and systematic regulation of social, economic, and political life. Drawing on classical works of ʿulūm al-Qurʾān and tafsīr alongside selected modern academic scholarship, the article employs an analytical and comparative methodology to examine linguistic features, dominant themes, patterns of gradual legislation, and the role of asbāb al-nuzūl (occasions of revelation). It further explores the implications of this distinction for naskh (abrogation), legal hermeneutics, and principles

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 31, 2026

of juristic reasoning. The findings indicate that the Makki phase established epistemological and moral foundations, while the Madani phase translated those foundations into a structured normative order. Rather than representing fragmentation, the Makki–Madani distinction reveals an integrated and developmental model of revelation. The study concludes that understanding this progression is essential for sound Qur’anic interpretation, contextual legal reasoning, and contemporary Islamic thought. By situating the Makki–Madani framework within a unified hermeneutical paradigm, the article contributes to a deeper appreciation of Qur’anic coherence, gradual legislation, and the dynamic interplay between belief, ethics, and law.
Keywords: Makki And Madani Surahs; Qur’anic Revelation; Gradual Legislation; Asbāb Al-Nuzūl; Islamic Legal Theory; Qur’anic Hermeneutics

تمہید

اس تحقیق کابنیادی مقصد مکی اور مدنی سورتوں کا اسلوبی، موضوعاتی اور تشریعی تقابلی مطالعہ پیش کرنا ہے، تاکہ یہ واضح کیا جاسکے کہ قرآنِ مجید کا نزول محض زمانی یا مکانی تقسیم نہیں بلکہ ایک منظم اور تدریجی تربیتی و تشریعی منصوبہ تھا۔ یہ مطالعہ اس مفروضے پر قائم ہے کہ مکی و مدنی تقسیم قرآن کی داخلی حکمت، دعوتی ارتقا اور قانونی تدریج کو سمجھنے کی کلید ہے۔ تحقیق اس امر کا جائزہ لیتی ہے کہ مکی سورتوں میں عقیدتی اور اخلاقی بنیادوں کی تعمیر کس انداز میں کی گئی اور مدنی سورتوں میں انہی بنیادوں کو کس طرح ایک عملی اور قانونی نظام میں ڈھالا گیا۔ یہ تحقیق بنیادی طور پر تحلیلی و تقابلی (analytical and comparative) طریقۂ کار پر مبنی ہے۔ کلاسیکی مصادرِ علومِ قرآن جیسے الاتقان، البرہان اور مناہل العرفان کے ساتھ ساتھ معتبر تفاسیر (طبری، ابنِ کثیر، رازی) اور اسبابِ نزول کی روایات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں، جدید قرآنی مطالعات اور منتخب معاصر محققین کی آراء کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ مکی و مدنی تقسیم کو صرف روایتی درجہ بندی کے بجائے ایک ہمہ جہت علمی تناظر میں سمجھا جاسکے۔ اسلوبی پہلو کے لیے لسانی و بلاغی مشاہدات، موضوعاتی پہلو کے لیے مضامین کی درجہ بندی، اور تشریعی پہلو کے لیے احکام کی تدریجی ترتیب کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مکی اور مدنی سورتوں کے درمیان فرق محض تاریخی مرحلے کا فرق نہیں بلکہ دعوتی اور تشریعی حکمت کا مظہر ہے۔ مکی سورتوں میں مختصر آیات، انذاری لہجہ، توحید و آخرت پر زور اور اخلاقی اصلاح کا بیانیہ نمایاں ہے، جبکہ مدنی سورتوں میں تفصیلی احکام، اجتماعی تنظیم، قانونی استدلال اور منظم خطاب غالب ہے۔ مزید یہ کہ مدنی تشریع دراصل مکی دور کی ایمانی و اخلاقی بنیادوں کا عملی اظہار ہے۔ اس طرح قرآن کا نزول ایک تدریجی تربیتی عمل کے طور پر سامنے آتا ہے جس میں ایمان، اخلاق اور قانون باہم مربوط مراحل ہیں۔ یہ تحقیق مکی و مدنی تقسیم کو محض معلوماتی درجہ بندی کے بجائے ایک مربوط

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

ہرمینیوٹیکل (hermeneutical) فریم ورک کے طور پر پیش کرتی ہے۔اس سے اصولِ تفسیر، ناسخ و منسوخ کی بحث، اور فقہی استنباط میں زمانی و سیاقی ترتیب کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔مزید برآں، یہ مطالعہ معاصر اسلامی اجتہاد کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے، کیونکہ تدریجِ تشریع کا اصول جدید قانونی و سماجی مسائل کے حل میں ایک بنیادی رہنما کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔یوں یہ مقالہ قرآن کی وحدت، اس کی تدریجی حکمت، اور اسلامی قانونی فکر کی بنیادوں کے فہم میں ایک بامعنی علمی اضافہ ثابت ہوتا ہے۔

تمہید

مکی و مدنی سورتوں کا مطالعہ قرآنِ مجید کے فہم میں ایک بنیادی علمی زاویہ فراہم کرتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے نزولِ وحی کے تدریجی مراحل، دعوتی حکمت اور تشریعی ارتقا کو منظم انداز میں سمجھا جا سکتا ہے۔قرآن کا نزول ایسے معاشرے میں ہوا جو فکری انتشار، اخلاقی انحطاط اور سماجی ناہمواری کا شکار تھا۔اس ماحول میں وحی نے اصلاح کا جو طریق اختیار کیا وہ یک دم قانونی نفاذ کا نہیں بلکہ تدریجی تربیت اور ذہنی آمادگی کا تھا۔اسی تدریج کو سمجھنے کے لیے مکی اور مدنی تقسیم کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔جمہور مفسرین کے نزدیک یہ تقسیم محض جغرافیائی نہیں بلکہ زمانی ہے، اور ہجرتِ نبوی اس کا فیصلہ کن سنگِ میل ہے۔[1] علوم قرآن کی کلاسیکی کتب میں مکی و مدنی کی تعیین پر مفصل مباحث ملتے ہیں۔امام سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں اس موضوع کو مستقل باب کے طور پر ذکر کیا اور زمانی تعریف کو راجح قرار دیا۔[2] زرکشی نے البرہان میں اس تقسیم کی حکمت بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ نزولِ قرآن حالات کے مطابق ہوا اور اسی میں اس کی بلاغت اور اعجاز کا پہلو مضمر ہے۔[3] ان مباحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مکی و مدنی تقسیم محض معلوماتی درجہ بندی نہیں بلکہ قرآنی خطاب کی داخلی تنظیم کو سمجھنے کا ذریعہ ہے۔ اگرچہ مکی و مدنی سورتوں کی فہرست اور تعداد پر عمومی اتفاق پایا جاتا ہے، تاہم بعض سورتوں اور آیات کے بارے میں اختلاف بھی موجود ہے۔یہ اختلاف اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تعیین کا عمل صرف روایتی نقل تک محدود نہیں بلکہ بعض اوقات اجتہادی نوعیت بھی اختیار کر لیتا ہے۔طبری اور ابنِ کثیر جیسے مفسرین نے مختلف مقامات پر سلف کے اقوال نقل کر کے اس علمی تنوع کو محفوظ کیا ہے۔[4] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکی و مدنی کی بحث ہمیشہ سے ایک زندہ علمی مسئلہ رہی ہے۔

جدید دور میں بھی اس موضوع پر مختلف زاویوں سے تحقیق کی گئی ہے۔بعض مستشرقین نے تاریخی ترتیب کی بنیاد پر قرآن کی سورتوں کو منظم کرنے کی کوشش کی، جبکہ معاصر محققین نے لسانی اور بیانیاتی اسلوب کے فرق کو اجاگر کیا۔تاہم اکثر جدید مطالعات میں اس تقسیم کو اسلامی اصولِ تفسیر اور فقہی استنباط کے ساتھ مربوط انداز میں پیش نہیں کیا گیا۔[5] موجودہ تحقیق کا امتیاز یہی ہے کہ یہ مکی و مدنی سورتوں کے اسلوبی، موضوعاتی اور تشریعی پہلوؤں کو ایک مربوط تقابلی فریم میں جمع کرتی

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

ہے، تاکہ قرآن کے نزول کو ایک منظم تربیتی و قانونی منصوبے کے طور پر سمجھا جاسکے۔ یہ تحقیق چند بنیادی سوالات کے گرد گھومتی ہے: مکی و مدنی کی تعیین کے اصول کیا ہیں اور ان میں کس حد تک اتفاق پایا جاتا ہے؟ ان دونوں ادوار کے اسلوب میں کیا نمایاں فرق ہے؟ موضوعاتی اعتبار سے دونوں مراحل کس طرح ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں؟ اور تشریعی احکام کی تدریج میں اس تقسیم کا کیا کردار ہے؟ ان سوالات کا جواب نہ صرف علومِ قرآن کے فہم میں اضافہ کرتا ہے بلکہ اصولِ فقہ اور معاصر اجتہاد کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس مقالے کا دائرہ اسلوبی، موضوعاتی اور تشریعی تقابل تک محدود ہے۔ اس میں متنِ قرآنی کی تدوین یا مصحف کی ترتیب جیسے مباحث شامل نہیں کیے گئے، کیونکہ وہ الگ تحقیقی میدان ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ مکی و مدنی تقسیم کو ایک ہمہ جہت زاویے سے دیکھا جائے اور اس کے ذریعے قرآن کی داخلی وحدت اور تدریجی حکمت کو واضح کیا جائے۔ اسی بنیاد پر اگلے ابواب میں پہلے تعریف و تعیین کے اصول، پھر اسلوبی فرق، اس کے بعد موضوعاتی ارتقا اور آخر میں تشریعی مضمرات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

مکی و مدنی سورتوں کی تعریف اور تعیین کے اصول

مکی و مدنی سورتوں کی تقسیم علومِ قرآن کے اُن بنیادی مباحث میں سے ہے جس پر ابتدائی دور ہی سے علماء نے سنجیدہ توجہ دی۔ اس تقسیم کا مقصد محض تاریخی ترتیب متعین کرنا نہیں بلکہ نزولِ وحی کے تدریجی مراحل، دعوتی حکمت اور تشریعی ارتقا کو سمجھنا ہے۔ مفسرین نے آیات اور سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے کی تعیین کے لیے مختلف اصول ذکر کیے ہیں، اور ان اصولوں کی بنیاد پر قرآنی خطاب کے مزاج اور اس کے مخاطبین کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ اس باب میں اختلافات بھی پائے جاتے ہیں، تاہم مجموعی طور پر یہ تقسیم تفسیر، اصولِ فقہ اور علومِ قرآن میں ایک مستحکم علمی بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ علماء کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر معیار زمانی ہے، یعنی ہجرتِ نبوی سے پہلے نازل ہونے والی آیات مکی اور ہجرت کے بعد نازل ہونے والی آیات مدنی کہلاتی ہیں، خواہ مقامِ نزول مکہ ہو یا مدینہ۔ اس تعریف کی تائید متعدد کلاسیکی مصادر میں ملتی ہے، اور اسے جمہور کا قول قرار دیا گیا ہے۔[6] اس معیار کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کہ ہجرت اسلامی دعوت کے دو بنیادی ادوار کے درمیان حدِ فاصل ہے: ایک دور انفرادی دعوت اور ایمانی تربیت کا، اور دوسرا اجتماعی تنظیم اور ریاستی تشکیل کا۔ زمانی معیار اس تاریخی حقیقت کو بنیاد بنا کر تقسیم کو واضح اور منظم بناتا ہے، اس لیے اسے عملی اور جامع سمجھا گیا ہے۔

دوسرا معیار مکانی ہے، جس کے مطابق مکہ اور اس کے نواح میں نازل ہونے والی سورتیں مکی اور مدینہ اور اس کے اطراف میں نازل ہونے والی سورتیں مدنی قرار دی جاتی ہیں۔ تاہم اس معیار میں بعض اشکالات پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ متعدد آیات سفر، غزوات یا دیگر مقامات پر نازل ہوئیں جو نہ مکہ میں شمار ہوتے ہیں اور نہ مدینہ

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

میں۔اسی لیے بیشتر اصولیین نے مکانی معیار کو ثانوی حیثیت دی ہے اور اسے ایک معاون قرینہ قرار دیا ہے، نہ کہ اصل بنیاد۔ زرکشی نے اس سلسلے میں واضح کیا ہے کہ نزول کے مقامات کی تعیین بعض اوقات اختلافی ہوتی ہے، لہٰذا محض جغرافیائی نسبت کو قطعی معیار نہیں بنایا جا سکتا۔[7] تیسرا معیار موضوعی یا خطابی نوعیت کا ہے۔ اس کے مطابق وہ سورتیں جن میں توحید، رسالت، آخرت، قصصِ انبیاء اور مشرکین سے خطاب غالب ہو، مکی سمجھی جاتی ہیں، جبکہ وہ سورتیں جن میں "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" کا خطاب، تفصیلی احکام اور اہلِ کتاب یا منافقین سے مکالمہ نمایاں ہو، مدنی قرار دی جاتی ہیں۔ اس معیار سے عمومی رجحان تو معلوم ہو جاتا ہے، لیکن اسے قطعی اصول نہیں بنایا جا سکتا، کیونکہ بعض مکی سورتوں میں اہلِ کتاب کا ذکر بھی موجود ہے اور بعض مدنی سورتوں میں عقیدتی مباحث بھی ملتے ہیں۔ اس لیے موضوع معیار کو تکمیلی اور استنباطی قرینہ سمجھا جاتا ہے، جس کی مدد سے زمانی روایت کی تائید کی جاتی ہے۔[8]

مکی و مدنی کی تعیین میں سب سے بنیادی ماخذ صحابۂ کرام کی روایات ہیں، کیونکہ وہ نزولِ قرآن کے عینی شاہد تھے اور انہوں نے حالات و واقعات کو براہِ راست دیکھا۔ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر کے مقدمہ اور مختلف مقامات پر صحابہ اور تابعین کے اقوال نقل کیے ہیں، جن سے سورتوں کی درجہ بندی میں رہنمائی ملتی ہے۔[9] اسی طرح طبری نے متعدد آیات کے تحت سلف کے اقوال ذکر کر کے ان کے مکی یا مدنی ہونے کی توضیح کی ہے۔[10] ان روایات کی اہمیت اس لیے ہے کہ وہ تاریخی تسلسل کے قریب ترین ذریعہ ہیں، اگرچہ ان میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے جو اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تعیین کا عمل ہمیشہ یکساں نہیں رہا۔ تابعین کے اقوال بھی اس باب میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے صحابہ سے علم حاصل کیا اور نزول کے اسباب کو محفوظ کیا۔ ان اقوال کی بنیاد پر بعد کے علماء نے فہرستیں مرتب کیں اور علومِ قرآن کی کتب میں ان کو مدون کیا۔ تاہم چونکہ یہ روایات نقل در نقل ہم تک پہنچی ہیں، اس لیے بعض مقامات پر اختلاف یا تعددِ اقوال پایا جاتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکی و مدنی تقسیم کا ایک اجتہادی پہلو بھی موجود ہے۔

اسبابِ نزول کی روایات بھی تعیین میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ امام واحدی کی اسباب النزول اور دیگر کتب میں متعدد آیات کے نزولی مواقع بیان کیے گئے ہیں، جن سے ان کے زمانی سیاق کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔[11] تاہم جدید محققین نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ اسبابِ نزول کی روایات کی سندی حیثیت اور تاریخی تطبیق پر تنقیدی نظر ضروری ہے۔ اینڈریو رپن نے اسبابِ نزول کی روایات کے تفسیری کردار کا جائزہ لیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ یہ روایات قرآنی متن کو تاریخی تناظر فراہم کرتی ہیں، لیکن انہیں مطلق اور غیر تنقیدی طور پر قبول کرنا علمی احتیاط کے خلاف ہے۔[12] اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مکی و مدنی تعیین میں روایتی اور تنقیدی دونوں زاویوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 31, 2026

بعض سورتوں کے بارے میں اختلافی اقوال بھی ملتے ہیں، اور کچھ سورتیں ایسی ہیں جن میں مکی اور مدنی دونوں قسم کی آیات شامل ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ الحج کے متعلق دونوں آراء منقول ہیں کہ اس میں مکی اور مدنی دونوں ادوار کی آیات موجود ہیں۔[13] اسی طرح بعض دیگر سورتوں میں بھی جزوی اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ امر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ نزولِ قرآن ایک تدریجی اور حالات کے مطابق جاری رہنے والا عمل تھا، اور بعض اوقات مختلف ادوار کی آیات ایک ہی سورت میں جمع ہو گئیں۔ اس سے مکی و مدنی تقسیم کی اہمیت کم نہیں ہوتی بلکہ اس کی تاریخی پیچیدگی اور علمی وسعت واضح ہوتی ہے۔ ان تمام اصولوں اور مصادر کا مجموعی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ مکی و مدنی سورتوں کی تقسیم نزولِ وحی کی تدریجی حکمت کا مظہر ہے۔ قرآنِ مجید خود اس تدریج کی طرف اشارہ کرتا ہے: "وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا" (الاسراء: 106)۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول کا مقصد تدریجی تعلیم و تربیت تھا، نہ کہ یکبارگی قانون سازی۔ مکی دور میں ایمان اور اخلاق کی بنیاد رکھی گئی، جبکہ مدنی دور میں انہی بنیادوں پر شریعت کی تکمیل ہوئی۔ یوں مکی و مدنی سورتوں کی تعیین محض تاریخی شناخت نہیں بلکہ قرآنی دعوت اور تشریع کی حکمت کو سمجھنے کا ایک منظم اور ناگزیر علمی ذریعہ ہے۔

مکی و مدنی سورتوں کا اسلوبی تقابلی مطالعہ

مکی اور مدنی سورتوں کے درمیان اسلوبی فرق قرآنِ مجید کے تدریجی نزول کی حکمت کو سمجھنے میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ نزول کے مختلف مراحل میں مخاطبین کی ذہنی کیفیت، سماجی ساخت اور تاریخی حالات مختلف تھے، اس لیے قرآنی خطاب نے بھی انہی تقاضوں کے مطابق اپنا اسلوب اختیار کیا۔ مکی دور میں قرآن ایک ایسے معاشرے سے مخاطب تھا جو عقیدتی انکار اور اخلاقی جمود کا شکار تھا، جبکہ مدنی دور میں ایک منظم ایمانی جماعت وجود میں آچکی تھی جسے عملی ہدایات اور قانونی نظم کی ضرورت تھی۔ اسی بنیادی فرق نے دونوں ادوار کے اسلوب میں نمایاں امتیازات پیدا کیے، جن کا مطالعہ قرآنی بلاغت اور تشریعی تدریج دونوں کو سمجھنے میں معاون ہے۔[14] مکی سورتوں کی لسانی خصوصیات پر نظر ڈالی جائے تو سب سے نمایاں وصف آیات کا اختصار اور شدتِ تاثیر ہے۔ ان سورتوں میں آیات عموماً مختصر، مترنم اور فواصل میں ہم آہنگی رکھتی ہیں، جو سننے والے کے دل پر فوری اثر ڈالتی ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ التکویر، سورۃ القارعہ اور سورۃ الغاشیہ جیسی سورتوں میں مختصر جملے اور تکراری ساخت ایک انذاری فضا قائم کرتے ہیں۔ زرکشی نے مکی سورتوں کے اس اسلوب کو ان کے دعوتی مرحلے کے مطابق قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ قصرِ آیات اور شدتِ فواصل انذار اور تذکیر کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔[15] اسی طرح سیوطی نے بیان کیا ہے کہ مکی سورتوں میں بلاغت اور صوتی ہم آہنگی کا پہلو زیادہ نمایاں ہے، کیونکہ یہ براہِ راست منکرین کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لیے نازل ہوئیں۔[16]

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

مکی اسلوب کا ایک اہم عنصر قسمیہ انداز ہے، جہاں مختلف مخلوقات یا کائناتی مظاہر کی قسم کھا کر کسی عقیدتی حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے، جیسے: "وَالضُّحٰی" اور "وَالْعَصْرِ"۔ یہ قسمیہ اسلوب نہ صرف بلاغی قوت رکھتا ہے بلکہ مخاطب کی توجہ مرکوز کرنے کا مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انذاری لہجہ، قیامت کے مناظر کی تصویر کشی، اور سابقہ اقوام کے انجام کا بیان مکی سورتوں کا نمایاں وصف ہے۔ ابنِ کثیر نے متعدد مقامات پر اس امر کی وضاحت کی ہے کہ قصصِ انبیاء اور عذابِ الٰہی کا بیان اہلِ مکہ کو تنبیہ اور نبی اکرم ﷺ کو تسلی دینے کے لیے تھا۔[17] اس سے واضح ہوتا ہے کہ مکی اسلوب بنیادی طور پر دعوتی، وجدانی اور اخلاقی بیداری پر مبنی تھا۔ اس کے برعکس مدنی سورتوں کا بیانیہ انداز زیادہ مفصل، استدلالی اور تنظیمی ہے۔ یہاں آیات نسبتاً طویل ہیں اور ان میں قانونی و معاشرتی احکام کی تفصیل ملتی ہے۔ سورۃ البقرہ اور سورۃ النساء میں عبادات، معاملات اور عائلی قوانین کی جو تفصیل بیان ہوئی ہے، وہ اس امر کی دلیل ہے کہ مدنی معاشرہ ایک منظم قانونی ڈھانچے کا محتاج تھا۔ طبری نے ان آیات کی تفسیر میں واضح کیا ہے کہ ان احکام کا نزول مدینہ کی اجتماعی ضرورتوں کے مطابق ہوا۔[18] مدنی سورتوں میں "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" کا خطاب کثرت سے ملتا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ اب مخاطب ایک منظم ایمانی جماعت ہے، نہ کہ صرف انفرادی منکرین۔

مدنی اسلوب میں منطقی استدلال اور تدریجی بیان بھی نمایاں ہے۔ احکام کی توضیح، ان کے علل و مقاصد کا بیان، اور بعض اوقات سابقہ شرائع کے ساتھ تقابل مدنی سورتوں کا خاصہ ہے۔ مثال کے طور پر روزے کے حکم میں تدریجی بیان اور اس کے مقاصد کی وضاحت (البقرہ: 183) ایک تعلیمی اور تنظیمی انداز کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح وراثت کے احکام میں دقیق تقسیم اور تناسب کا ذکر قانونی اسلوب کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ انداز مکی دور کی خطیبانہ شدت کے مقابلے میں زیادہ تعلیمی اور ضابطہ ساز ہے۔[19] شماریاتی اور لسانی تقابل بھی اس فرق کی تائید کرتا ہے۔ بعض معاصر محققین نے یہ نشاندہی کی ہے کہ مکی سورتوں میں آیات کی اوسط طوالت مدنی سورتوں کے مقابلے میں کم ہے، جبکہ مدنی سورتوں میں نحوی پیچیدگی اور جملوں کی ساخت زیادہ تفصیلی ہے۔ نیل رابنسن نے اپنی تحقیق میں اسلوبی فرق کو تاریخی سیاق کے ساتھ جوڑتے ہوئے لکھا ہے کہ مکی دور کا بیانیہ زیادہ شعری اور خطیبانہ ہے، جبکہ مدنی دور میں بیانیہ زیادہ منظم اور توضیحی صورت اختیار کر لیتا ہے۔[20] یہ مشاہدہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اسلوب کا فرق محض ادبی نہیں بلکہ تاریخی اور سماجی تقاضوں کا مظہر ہے۔

اسلوبی فرق کی حکمت دراصل نزولِ قرآن کی تدریجی حکمت میں مضمر ہے۔ مکی دور میں ایمان کی بنیاد مستحکم کی گئی اور ضمیر کو بیدار کیا گیا، جبکہ مدنی دور میں اسی ایمان کو عملی زندگی کے نظام میں ڈھالا گیا۔ قرآن خود اس تدریجی نزول کی حکمت بیان کرتا ہے: "وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ" (الفرقان: 32)۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول کی تدریج دلوں کو مضبوط کرنے اور حالات کے مطابق رہنمائی فراہم کرنے کے لیے تھی۔ اسی

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

تدریج نے اسلوب میں بھی فرق پیدا کیا، جو قرآن کی اعجازی حکمت کا مظہر ہے۔یوں مکی اور مدنی سورتوں کا اسلوبی تقابل یہ ظاہر کرتا ہے کہ قرآن کا خطاب جامد اور یکساں نہیں بلکہ حالات کے مطابق متحرک اور تدریجی ہے۔ مکی سورتوں کی خطیبانہ شدت اور وجدانی تاثیر نے ایمان کی بنیاد رکھی، جبکہ مدنی سورتوں کے تنظیمی اور قانونی اسلوب نے اس ایمان کو عملی معاشرتی نظام میں تبدیل کیا۔اس طرح اسلوبی فرق قرآن کی وحدت کو منقسم نہیں کرتا بلکہ اس کے تدریجی اور منظم نزول کو مزید واضح کرتا ہے۔

مکی ومدنی سورتوں کا موضوعاتی تقابل

مکی اور مدنی سورتوں کے اسلوبی فرق کے بعد ان کے موضوعاتی رجحانات کا مطالعہ قرآن کے تدریجی نزول کو سمجھنے میں ایک بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ موضوعات کی ترتیب اور ترجیح سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وحی نے انسانی معاشرے کی اصلاح کے لیے ایک تدریجی اور مرحلہ وار حکمت اختیار کی۔ مکی دور میں بنیادی توجہ عقیدہ، ایمان اور اخلاقی تطہیر پر مرکوز رہی، جبکہ مدنی دور میں انہی اصولوں کی بنیاد پر ایک منظم اجتماعی اور قانونی نظام کی تشکیل کی گئی۔اس طرح موضوعاتی فرق دراصل دعوتی ارتقا اور معاشرتی تشکیل کے مراحل کا آئینہ دار ہے۔[21] مکی سورتوں کا مرکزی موضوع توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی قدرتِ کاملہ، اور کائنات میں اس کی نشانیوں کا بیان بار بار مختلف اسالیب میں پیش کیا گیا تاکہ شرک کی جڑ کاٹ دی جائے اور ایمان کی بنیاد مستحکم ہو۔ کائناتی مظاہر، تخلیقِ انسان، بارش، زمین کی زرخیزی اور رات و دن کی گردش کو بطور دلیل پیش کر کے یہ واضح کیا گیا کہ عبادت کا مستحق صرف اللہ ہے۔ رازی نے مکی سورتوں کے تجزیے میں لکھا ہے کہ ابتدائی دعوت کا سب سے بڑا ہدف عقیدۂ توحید کی اصلاح تھا، کیونکہ یہی تمام احکام و اعمال کی بنیاد ہے۔[22]

توحید کے ساتھ ساتھ آخرت اور جزا و سزا کا تصور مکی سورتوں کا دوسرا بنیادی موضوع ہے۔ قیامت کے مناظر، جنت و جہنم کی تصویر کشی، اور انسان کی جواب دہی کا شعور مکی آیات میں نہایت شدّت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ سورۃ القارعہ، سورۃ الغاشیہ اور سورۃ الزلزلۃ جیسی سورتیں انسان کے باطن کو جھنجھوڑنے اور اسے انجام کی فکر دلانے کے لیے نازل ہوئیں۔ ابنِ کثیر کے مطابق مکی دور میں معاد کا تذکرہ اس لیے کثرت سے آیا کہ مشرکین آخرت کے منکر تھے اور اس عقیدے کی اصلاح بنیادی ضرورت تھی۔[23] قصصِ انبیاء بھی مکی موضوعات میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ حضرت نوحؑ، ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ اور موسیٰؑ کے واقعات کو بار بار مختلف اسالیب میں بیان کیا گیا تاکہ اہلِ مکہ کو سابقہ اقوام کے انجام سے عبرت دلائی جائے اور نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی جائے۔ زرکشی نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قصص کا تکرار محض تاریخی بیان نہیں بلکہ دعوتی حکمت کا حصہ تھا، جس کے ذریعے ایمان والوں کو استقامت اور منکرین کو تنبیہ فراہم کی گئی۔[24]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

مکی سورتوں میں اخلاقی اصلاح کا پہلو بھی نہایت نمایاں ہے۔ عدل، احسان، صبر، امانت، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور یتیموں کے حقوق جیسے اصول اسی دور میں بیان ہوئے، جو بعد میں مدنی تشریع کی بنیاد بنے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکی دور میں اگرچہ تفصیلی قانون سازی نہیں ہوئی، لیکن شریعت کے اخلاقی اصولوں کی بنیاد رکھ دی گئی تھی۔[25]

اس کے برعکس مدنی سورتوں کے موضوعات میں ایک واضح تبدیلی نظر آتی ہے۔ یہاں ایمان کی بنیاد پر اجتماعی زندگی کی تنظیم اور عملی قوانین کی تفصیل سامنے آتی ہے۔ عبادات جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کے تفصیلی احکام مدنی سورتوں میں بیان ہوئے۔ سورۃ البقرہ میں روزے کا حکم اور اس کے مقاصد کی وضاحت اس بات کی دلیل ہے کہ مدنی معاشرہ ایک منظم عبادی نظام کا محتاج تھا۔ طبری نے ان آیات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ احکام ایک قائم شدہ ایمانی جماعت کی عملی تربیت کے لیے نازل ہوئے۔[26] معاملات اور اقتصادی اصول بھی مدنی موضوعات کا اہم حصہ ہیں۔ بیع و شراء، قرض، رہن اور سود کی حرمت جیسے مسائل کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا، جو اس بات کی علامت ہے کہ اسلامی معاشرہ اب اقتصادی نظم کی تشکیل کے مرحلے میں داخل ہو چکا تھا۔ اسی طرح عائلی قوانین —— نکاح، طلاق، عدت اور وراثت —— کی مفصل تشریح سورۃ النساء میں ملتی ہے، جو معاشرتی استحکام کے لیے ناگزیر تھی۔[27]

مدنی سورتوں میں جہاد اور اجتماعی نظم کا بیان بھی نمایاں ہے۔ چونکہ مدینہ میں اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی اور بیرونی خطرات موجود تھے، اس لیے دفاع اور معاہدات کے احکام نازل ہوئے۔ سورۃ الحج میں پہلی بار قتال کی اجازت دی گئی اور بعد ازاں سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ میں اس کی مزید توضیح ہوئی۔ ابنِ کثیر نے بیان کیا ہے کہ یہ احکام مظلوم مسلمانوں کے دفاع اور اجتماعی تحفظ کے لیے نازل ہوئے۔[28] مکی اور مدنی موضوعات کے اس تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن نے پہلے ایمان اور اخلاق کی بنیاد رکھی، پھر اسی بنیاد پر عملی نظام قائم کیا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس تدریجی ترتیب کو قرآن کی حکمت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ احکام کی تفصیل سے پہلے اصولی عقائد کا بیان ضروری تھا، تاکہ دل آمادہ ہوں اور شریعت کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔[29] اس تدریجی موضوعاتی ارتقا سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا نزول ایک منظم تربیتی عمل تھا، جس میں ہر مرحلہ اگلے مرحلے کی تمہید بن کر سامنے آیا۔ یوں مکی اور مدنی سورتوں کے موضوعات کا تقابل اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ قرآن کی دعوت ایک ہمہ جہت اور مرحلہ وار منصوبہ تھی۔ مکی دور نے ایمان، توحید اور اخلاقی تطہیر کی بنیاد رکھی، جبکہ مدنی دور نے انہی اصولوں کو اجتماعی اور قانونی نظام میں تبدیل کیا۔ اس طرح موضوعاتی فرق دراصل قرآنی وحدت کا ایک مظہر ہے، جو تدریجی حکمت اور منظم تربیت کے اصول پر قائم ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 31, 2026

مکی و مدنی سورتوں کا تشریعی تقابلی مطالعہ

مکی اور مدنی سورتوں کے موضوعاتی فرق کے بعد ان کا تشریعی تقابل اس تحقیق کا نہایت اہم مرحلہ ہے، کیونکہ اسی پہلو میں قرآن کے تدریجی نزول کی عملی حکمت سب سے زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔ اگر مکی دور کو ایمان اور اخلاق کی بنیاد رکھنے کا مرحلہ قرار دیا جائے تو مدنی دور اسی بنیاد پر ایک مکمل قانونی اور اجتماعی نظام کی تشکیل کا مرحلہ ہے۔ تاہم یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مکی دور تشریع سے خالی نہیں تھا، بلکہ وہاں اصولی اور اخلاقی تشریع کی بنیاد رکھی گئی، جو بعد میں مدنی دور میں تفصیل اور تکمیل کی صورت اختیار کرتی ہے۔[30] مکی دور میں اصولی تشریع کا انداز عمومی اور اخلاقی تھا۔ اس مرحلے میں حلال و حرام کے بنیادی تصورات، عدل واحسان کے اصول، جان و مال کے تحفظ، اور سماجی انصاف کی تعلیم دی گئی۔ سورۃ الانعام میں مذکور آیات——جن میں شرک سے اجتناب، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، قتلِ ناحق کی ممانعت اور عدل کا حکم شامل ہے——اس امر کی واضح مثال ہیں کہ مکی دور میں بھی شریعت کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ زرکشی نے لکھا ہے کہ ان آیات میں شریعت کے کلی اصول بیان ہوئے، جن کی تفصیل بعد میں مدنی دور میں آئی۔[31] اسی طرح سیوطی نے تصریح کی ہے کہ مکی تشریع زیادہ تر اصولی اور اخلاقی نوعیت کی تھی، تاکہ معاشرہ پہلے فکری اور اخلاقی طور پر آمادہ ہو جائے۔[32]

مدنی دور میں تشریع کی تفصیلی اور منظم صورت سامنے آئی۔ یہاں عبادات، معاملات، عائلی قوانین اور فوجداری احکام کو واضح انداز میں بیان کیا گیا۔ سورۃ البقرہ میں روزے اور قصاص کے احکام، اور سورۃ النساء میں وراثت اور عائلی قوانین کی تفصیل اس امر کی دلیل ہے کہ مدنی معاشرہ ایک منظم قانونی ڈھانچے کا محتاج تھا۔ طبری نے قصاص کی آیات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ حکم عدل کے قیام اور قبائلی انتقام کی رسم کے خاتمے کے لیے نازل ہوا۔[33] اسی طرح ابنِ کثیر نے وراثت کے احکام کو اسلامی معاشرت کی تکمیل کا اہم مرحلہ قرار دیا ہے۔[34] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدنی دور میں شریعت اپنی تفصیلی اور عملی صورت میں سامنے آئی، اور ایک ریاستی نظم کی بنیاد رکھی گئی۔ ناسخ و منسوخ کا مسئلہ بھی مکی و مدنی تشریع کے تقابل میں اہم حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ نزول تدریجی تھا، اس لیے بعض احکام مختلف مراحل میں واضح ہوئے اور بعض سابقہ احکام کی تحدید یا توضیح کی گئی۔ سیوطی نے ناسخ و منسوخ کے مباحث میں اس تدریجی حکمت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شریعت کا تدریجی نفاذ انسانی فطرت اور سماجی حالات کے مطابق تھا۔[35] یہ تدریج اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کا مقصد یکبارگی قانون نافذ کرنا نہیں بلکہ انسانی معاشرے کو بتدریج اصلاح کے مراحل سے گزارنا تھا۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 31, 2026

تدریجِ احکام کی واضح مثال شراب کی حرمت ہے۔ ابتدا میں اس کے نقصانات کی طرف اشارہ کیا گیا (البقرہ: 219)، پھر نشہ کی حالت میں نماز سے منع کیا گیا (النساء: 43)، اور بالآخر قطعی حرمت نازل ہوئی (المائدہ: 90)۔ اس تدریجی ترتیب سے واضح ہوتا ہے کہ قانون سازی انسانی استعداد اور سماجی آمادگی کے مطابق ہوئی۔ زرکشی نے اس مثال کو تشریعی حکمت کی نمایاں دلیل قرار دیا ہے۔[36] اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مکی اور مدنی مراحل محض زمانی فرق نہیں بلکہ تربیتی ارتقا کے مرحلے ہیں۔ اسبابِ نزول کا پہلو بھی تشریعی تقابل میں اہم ہے، کیونکہ متعدد مدنی احکام مخصوص واقعات کے پس منظر میں نازل ہوئے۔ امام واحدی نے کئی آیات کے نزولی اسباب ذکر کیے ہیں، جن سے حکم کا قانونی سیاق واضح ہوتا ہے۔[37] اینڈریو رپن نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ اسبابِ نزول کی روایات فقہی استنباط میں تاریخی تناظر فراہم کرتی ہیں، لیکن ان کی تنقیدی جانچ ضروری ہے۔[38] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قانونی احکام کو ان کے نزولی سیاق کے بغیر مکمل طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔

فقہی اور اصولی مضمرات

مکی اور مدنی سورتوں کا تشریعی فرق فقہی استنباط میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ فقہاء عام طور پر مدنی آیات کو تفصیلی احکام کے استنباط میں براہِ راست ماخذ کے طور پر استعمال کرتے ہیں، جبکہ مکی آیات کو کلی اور اصولی رہنمائی کا درجہ دیتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے تصریح کی ہے کہ قرآن کے احکام کو سمجھنے کے لیے ان کے نزولی مراحل کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، ورنہ حکم کے مقصد اور دائرۂ اطلاق میں غلطی ہو سکتی ہے۔[39] اس سے واضح ہوتا ہے کہ مکی و مدنی تقسیم اصولِ فقہ میں محض تاریخی معلومات نہیں بلکہ استنباطی اصول کا حصہ ہے۔ نصوص کے تعارض کے مسئلے میں بھی زمانی ترجیح کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اگر کسی مسئلے میں دو آیات کے درمیان ظاہری تعارض ہو تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون سی آیت متقدم ہے اور کون سی متاخر، کیونکہ متاخر نص مقدم پر ناسخ ہو سکتی ہے۔ زرکشی نے اس اصول کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ زمانی ترتیب کو نظر انداز کرنا استنباط میں خلل پیدا کر سکتا ہے۔[40]

اس اصول کا اطلاق براہِ راست مکی و مدنی تقسیم سے مربوط ہے، کیونکہ ہجرت کے بعد نازل ہونے والی آیات اکثر تشریعی تکمیل کی نمائندگی کرتی ہیں۔ مقاصدِ شریعت کے تناظر میں بھی یہ تقسیم اہمیت رکھتی ہے۔ مکی دور میں حفظِ دین اور اصلاحِ عقیدہ پر زور دیا گیا، جبکہ مدنی دور میں حفظِ نفس، مال، نسل اور عقل کے تحفظ کے لیے تفصیلی قوانین وضع کیے گئے۔ اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ مقاصدِ شریعت بھی تدریجی انداز میں سامنے آئے اور ایک جامع نظام کی صورت اختیار کی۔ معاصر اجتہاد میں بھی اس تقسیم کا اطلاق قابلِ توجہ ہے۔ جدید فقہی مسائل میں اگر تدریجِ تشریع اور نزولی سیاق کو ملحوظ رکھا جائے تو شریعت کے مقاصد اور حکمت کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ مکی دور کی اصولی تعلیمات اور مدنی دور کی قانونی تفصیل مل کر ایک ایسا فکری سانچہ فراہم کرتی ہیں جو جدید مسائل کے حل میں

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

رہنمائی دے سکتا ہے۔اس طرح مکی و مدنی سورتوں کا تشریعی تقابل نہ صرف تاریخی اہمیت رکھتا ہے بلکہ اصولی اور معاصر قانونی مباحث میں بھی بنیادی رہنما اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔

تنقیدی جائزہ

مکی و مدنی سورتوں کی تقسیم پر اگرچہ کلاسیکی علومِ قرآن میں وافر بحث موجود ہے، تاہم جدید علمی تناظر میں اس موضوع کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ اس کی حدود، امکانات اور معاصر معنویت کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ اس باب میں کلاسیکی موقف، مستشرقین کی آراء اور جدید قرآنی مطالعات کو سامنے رکھ کر ایک متوازن تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ کلاسیکی علماء کا عمومی موقف یہ ہے کہ مکی و مدنی تقسیم ایک مستند اور بنیادی درجہ بندی ہے، جس کی بنیاد صحابہ و تابعین کی روایات اور نزول کے تاریخی تسلسل پر ہے۔ سیوطی نے الاتقان میں اس تقسیم کو علوم قرآن کا لازمی باب قرار دیا اور اس کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اس کے ذریعے ناسخ و منسوخ، اسبابِ نزول اور احکام کی تدریجی ترتیب کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔[41] زرکشی نے بھی البرہان میں اس کی افادیت پر زور دیا اور اسے تفسیر کے لیے ناگزیر قرار دیا۔[42] تاہم کلاسیکی مباحث میں عمومی طور پر روایتی نقل پر اعتماد زیادہ ہے اور تاریخی تنقید یا لسانی تجزیہ نسبتاً کم نظر آتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلاسیکی موقف مضبوط روایتی بنیاد رکھتا ہے، لیکن اس کی بعض جہات جدید تحقیقی معیارات کے مطابق مزید تنقیح کی متقاضی ہیں۔

مستشرقین نے مکی و مدنی تقسیم کو تاریخی اور ادبی زاویے سے دیکھنے کی کوشش کی۔ تھیوڈور نولڈیکے (Theodor Nöldeke) نے اپنی تصنیف Geschichte des Qorans میں قرآن کی سورتوں کو تاریخی ترتیب کے مطابق منظم کرنے کی کوشش کی اور اسلوبی و موضوعاتی معیار کی بنیاد پر مختلف مراحل متعین کیے۔[43] نولڈیکے کا نقطۂ نظر روایتی اسلامی تقسیم سے جزوی طور پر ہم آہنگ ہے، لیکن اس میں بعض مقامات پر روایات کی بجائے داخلی اسلوبی قرائن کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جدید تاریخی تنقید مکی و مدنی تقسیم کو مکمل طور پر رد نہیں کرتی بلکہ اسے نئے زاویے سے ترتیب دیتی ہے۔ انجیلیکا نور تھ (Angelika Neuwirth) نے قرآنی متن کو ایک تدریجی خطابی عمل کے طور پر پیش کیا اور مکی دور کی سورتوں کو ایک مخصوص ادبی اور سماجی پس منظر میں سمجھنے کی کوشش کی۔[44] ان کے نزدیک مکی سورتیں ایک زندہ خطابی مکالمہ کی نمائندگی کرتی ہیں، جو سامعین کے ساتھ براہِ راست تعامل رکھتا ہے، جبکہ مدنی سورتیں ایک منظم کمیونٹی کی داخلی تشکیل کا آئینہ دار ہیں۔ نور تھ کا یہ تجزیہ اسلامی روایت کے اس تصور سے ہم آہنگ ہے کہ نزول تدریجی اور سیاقی تھا، اگرچہ وہ اسے جدید ادبی تنقید کے سانچے میں پیش کرتی ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

جان برٹن (John Burton) نے ناسخ و منسوخ کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ بعض روایات بعد کے فقہی مباحث کا نتیجہ ہیں اور انہیں تاریخی حقیقت کے طور پر براہِ راست قبول نہیں کیا جا سکتا۔[45] برٹن کا یہ زاویہ روایتی موقف پر تنقیدی سوال اٹھاتا ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ مکی و مدنی تقسیم اور ناسخ و منسوخ کے مباحث کو محض فقہی روایت کے تناظر میں نہیں بلکہ تاریخی تنقید کے ساتھ بھی دیکھنا چاہیے۔ اینڈریو رپن نے اسبابِ نزول اور تفسیری روایت کے کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ روایات قرآنی متن کو بعد کے تاریخی تناظر میں معنی دیتی ہیں۔[46] ان کے نزدیک مکی و مدنی تقسیم ایک تفسیری آلہ (exegetical tool) ہے، جس کے ذریعے قرآن کی ترتیب اور معنویت کو سمجھا جاتا ہے۔ رپن کا نقطۂ نظر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس تقسیم کو جامد تاریخی حقیقت کے بجائے ایک علمی فریم ورک کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

معاصر قرآنی مطالعات میں لسانی اور بیانیاتی تجزیہ کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ بعض جدید محققین نے شماریاتی اور اسلوبی مطالعہ کے ذریعے یہ ظاہر کیا ہے کہ مکی اور مدنی سورتوں میں زبان، جملوں کی ساخت اور موضوعاتی ترتیب میں نمایاں فرق موجود ہے۔ اس سے کلاسیکی موقف کی تائید بھی ہوتی ہے، کیونکہ اسلوبی فرق روایتی درجہ بندی کے ساتھ ہم آہنگ نظر آتا ہے۔ تاہم جدید تحقیق اس بات پر بھی زور دیتی ہے کہ ہر سورت کو اس کے مخصوص تاریخی اور خطابی سیاق میں سمجھا جائے، نہ کہ صرف عمومی درجہ بندی کی بنیاد پر۔ ان تمام آراء کے تنقیدی جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مکی و مدنی تقسیم اپنی افادیت کے باوجود بعض حدود بھی رکھتی ہے۔ اول، بعض سورتوں کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے، جو اس تقسیم کی جزوی اجتہادی نوعیت کو ظاہر کرتا ہے۔ دوم، موضوعی معیار ہمیشہ قطعی نہیں ہوتا، کیونکہ بعض سورتوں میں دونوں ادوار کی خصوصیات جمع ہو جاتی ہیں۔ سوم، روایات کی سندی اور تاریخی تحقیق ہمیشہ یکساں درجہ کی نہیں ہوتی، جس سے بعض نتائج پر نظرِ ثانی کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

تاہم ان حدود کے باوجود مکی و مدنی تقسیم قرآن کے تدریجی نزول کو سمجھنے کا ایک مؤثر اور منظم ذریعہ ہے۔ کلاسیکی روایت اسے تفسیری اور فقہی ضرورت کے طور پر پیش کرتی ہے، جبکہ جدید مطالعات اسے ادبی، تاریخی اور ہرمینیوٹیکل زاویے سے تقویت دیتے ہیں۔ اس طرح ایک متوازن تنقیدی نقطۂ نظر یہ تسلیم کرتا ہے کہ مکی و مدنی تقسیم نہ تو محض روایتی مفروضہ ہے اور نہ ہی مکمل طور پر جامد درجہ بندی، بلکہ یہ ایک ایسا علمی فریم ورک ہے جو قرآن کی تدریجی اور سیاقی حکمت کو سمجھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

حاصلِ بحث

مکی اور مدنی سورتوں کے اسلوبی، موضوعاتی اور تشریعی تقابل سے جو مجموعی تصویر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید کا نزول ایک منظم، تدریجی اور حکیمانہ عمل تھا۔ اس تقابل کا پہلا نمایاں نتیجہ اسلوبی سطح پر ظاہر ہوتا ہے۔ مکی سورتوں میں اختصار، شدتِ فواصل، قسمیہ انداز اور انذاری لہجہ غالب ہے، جو ایک ایسے معاشرے کے لیے موزوں تھا جہاں ایمان کی بنیاد ابھی قائم نہیں ہوئی تھی اور ذہنوں کو جھنجھوڑنے کی ضرورت تھی۔ اس کے برعکس مدنی سورتوں میں طویل آیات، منطقی استدلال، قانونی اسلوب اور اجتماعی خطاب نمایاں ہے، جو ایک منظم ایمانی جماعت کی عملی اور اجتماعی ضروریات کے مطابق ہے۔ اسلوبی فرق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کا خطاب جامد نہیں بلکہ حالات کے مطابق متحرک اور ارتقائی ہے۔

موضوعاتی اعتبار سے بھی دونوں ادوار میں تکمیلی ربط پایا جاتا ہے۔ مکی سورتوں میں توحید، آخرت، رسالت، قصصِ انبیاء اور اخلاقی اصلاح کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ وہ بنیادی تصورات ہیں جن پر کسی بھی دینی نظام کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ مدنی سورتوں میں انہی اصولوں کی بنیاد پر عبادات، معاملات، عائلی قوانین اور اجتماعی نظم کی تفصیل بیان کی گئی۔ اس طرح مکی دور نے نظریاتی اور اخلاقی بنیاد فراہم کی، جبکہ مدنی دور نے اسی بنیاد کو عملی اور قانونی شکل دی۔ موضوعاتی تقابل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کی دعوت مرحلہ وار تھی اور ہر مرحلہ اگلے مرحلے کی تمہید بن کر سامنے آیا۔

تشریعی نتائج اس تدریجی حکمت کو مزید واضح کرتے ہیں۔ مکی دور میں اصولی اور اخلاقی تشریع کی بنیاد رکھی گئی، جبکہ مدنی دور میں تفصیلی قانون سازی اور اجتماعی نظم کی تشکیل ہوئی۔ ناسخ و منسوخ اور تدریجِ احکام کی مثالیں اس بات کی دلیل ہیں کہ شریعت یکبارگی نافذ نہیں کی گئی بلکہ انسانی استعداد اور سماجی آمادگی کے مطابق تدریجاً نافذ ہوئی۔ اسبابِ نزول کا مطالعہ بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ کئی احکام مخصوص واقعات کے پس منظر میں نازل ہوئے، جس سے قانون اور سیاق کے باہمی تعلق کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ان تمام نتائج کو یکجا کر کے دیکھا جائے تو نظریاتی ہم آہنگی کا ایک واضح تصور سامنے آتا ہے۔ مکی اور مدنی تقسیم قرآن کی وحدت کو منقسم نہیں کرتی بلکہ اس کی تدریجی حکمت کو نمایاں کرتی ہے۔ ایمان، اخلاق اور قانون تینوں پہلو باہم مربوط ہیں اور ایک مربوط نظام کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ اس ہم آہنگی سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن نہ صرف عقیدہ کی کتاب ہے اور نہ صرف قانون کی، بلکہ ایک جامع ہدایت نامہ ہے جو انسان کی فکری، روحانی اور معاشرتی تشکیل کو مرحلہ وار منظم کرتا ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

نتیجہ

اس تحقیق کا بنیادی مقصد مکی اور مدنی سورتوں کا اسلوبی، موضوعاتی اور تشریعی تقابلی مطالعہ پیش کرنا تھا تاکہ قرآنِ مجید کے تدریجی نزول کی حکمت کو منظم انداز میں سمجھا جاسکے۔ مطالعے سے یہ واضح ہوا کہ مکی اور مدنی سورتوں کا فرق محض تاریخی یا جغرافیائی نہیں بلکہ دعوتی اور تشریعی ارتقا کا مظہر ہے۔ مکی دور میں ایمان، توحید اور اخلاقی اصلاح کو بنیاد بنایا گیا، جبکہ مدنی دور میں انہی بنیادوں پر ایک منظم اجتماعی اور قانونی نظام قائم کیا گیا۔ اس طرح دونوں ادوار ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور قرآن کی داخلی وحدت کو مضبوط بناتے ہیں۔ علمی اعتبار سے یہ تحقیق اس امر کو واضح کرتی ہے کہ مکی و مدنی تقسیم اصولِ تفسیر اور فقہی استنباط میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس تقسیم کے ذریعے نہ صرف نزول کے تاریخی مراحل کو سمجھا جاسکتا ہے بلکہ احکام کی تدریجی نوعیت، ناسخ و منسوخ کی حکمت اور سیاقی تفسیر کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ مزید برآں، یہ مطالعہ معاصر اسلامی فکر کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے، کیونکہ تدریجِ تشریع کا اصول جدید مسائل کے حل میں ایک متوازن اور حکیمانہ طرزِ فکر کی بنیاد فراہم کرسکتا ہے۔ آئندہ تحقیق کے لیے متعدد امکانات موجود ہیں۔ ایک جانب مکی اور مدنی سورتوں کا مزید لسانی و شماریاتی تجزیہ کیا جاسکتا ہے تاکہ اسلوبی فرق کو جدید ادبی نظریات کی روشنی میں پرکھا جائے۔ دوسری جانب معاصر فقہی مباحث میں تدریجِ تشریع کے اطلاق پر مفصل مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح مکی و مدنی تقسیم کو مقاصدِ شریعت کے جامع فریم ورک میں رکھ کر ایک نئی تعبیر بھی پیش کی جاسکتی ہے۔ ان تمام جہات میں مزید تحقیق قرآن کے فہم کو گہرائی اور وسعت دونوں فراہم کرسکتی ہے۔ یوں یہ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ مکی اور مدنی سورتوں کا تقابلی مطالعہ قرآن کی حکمتِ نزول، دعوتی ارتقا اور تشریعی تدریج کو سمجھنے کے لیے ناگزیر ہے، اور یہی ادراک قرآن کے جامع اور ہم آہنگ نظامِ ہدایت کو سمجھنے کی کلید ہے۔

حوالہ جات

1. جلال الدین عبدالرحمن السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000)، 1:23۔
2. ایضاً، 1:25۔
3. بدرالدین الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن (بیروت: دار المعرفۃ، 1990)، 1:187۔
4. محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2000)، مقدمہ؛ اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار طیبہ، 1999)، 1:5۔
5. Neal Robinson, Discovering the Qur'an (Washington: Georgetown University Press, 2003), 73–76-
6. اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار طیبہ، 1999)، 1:5۔
7. بدرالدین الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن (بیروت: دار المعرفۃ، 1990)، 1:187۔
8. محمد عبدالعظیم الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1996)، 1:206۔
9. ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 1:6۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 3 | March 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

10. محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2000)، مقدمہ۔

11. علی بن احمد الواحدی، اسباب النزول (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1991)، مقدمہ۔

12. Andrew Rippin, “The Function of Asbāb al-Nuzūl in Qurʾānic Exegesis,” Bulletin of the School of Oriental and African Studies 51, no. 1 (1988): 1–20-

13. جلال الدین عبد الرحمن السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000)، 1:25۔

14. محمد عبد العظیم الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1996)، 1:210۔

15. بدر الدین الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن (بیروت: دار المعرفۃ، 1990)، 1:197۔

16. جلال الدین عبد الرحمن السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000)، 1:29۔

17. اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار طیبہ، 1999)، 2:245۔

18. محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2000)، 8:72۔

19. الزرکشی، البرہان، 1:198۔

20. Neal Robinson, Discovering the Qur’an (Washington: Georgetown University Press, 2003), 75-

21. محمد عبد العظیم الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1996)، 1:210۔

22. فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1999)، 30:112۔

23. اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار طیبہ، 1999)، 4:302۔

24. بدر الدین الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن (بیروت: دار المعرفۃ، 1990)، 1:198۔

25. جلال الدین عبد الرحمن السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000)، 1:32۔

26. محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2000)، 6:256۔

27. الزرکشی، البرہان، 2:35۔

28. ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 5:347۔

29. شاہ ولی اللہ دہلوی، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2001)، 45۔

30. محمد عبد العظیم الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1996)، 1:223۔

31. بدر الدین الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن (بیروت: دار المعرفۃ، 1990)، 2:41۔

32. جلال الدین عبد الرحمن السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000)، 1:36۔

33. محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2000)، 3:562۔

34. اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار طیبہ، 1999)، 5:347۔

35. السیوطی، الاتقان، 2:24۔

36. الزرکشی، البرہان، 2:45۔

37. علی بن احمد الواحدی، اسباب النزول (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1991)، 312۔

38. Andrew Rippin, “The Function of Asbāb al-Nuzūl in Qurʾānic Exegesis,” Bulletin of the School of Oriental and African Studies 51, no. 1 (1988): 12-

39. شاہ ولی اللہ دہلوی، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2001)، 52۔

40. الزرکشی، البرہان، 2:45۔

41. جلال الدین عبد الرحمن السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000)، 1:23۔

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 31, 2026

42. بدرالدین الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن (بیروت: دارالمعرفۃ، 1990)، 1:187۔
43. Theodor Nöldeke, Geschichte des Qorans (Leipzig: Dieterich’sche Verlagsbuchhandlung, 1860), 1:67-
44. Angelika Neuwirth, Studien zur Komposition der mekkanischen Suren (Berlin: Walter de Gruyter, 1981), 15–20-
45. John Burton, The Sources of Islamic Law: Islamic Theories of Abrogation (Edinburgh: Edinburgh University Press, 1990), 34-
46. Andrew Rippin, “The Function of Asbāb al-Nuzūl in Qurʾānic Exegesis,” Bulletin of the School of Oriental and African Studies 51, no. 1 (1988): 12-

CC BY